عمران خان خبردار کرتے ہیں کہ پاکستانی الیکشن ایک ڈھونگ ہو سکتے ہیں!

(دی اکانومسٹ، 4 جنوری، 2024ء)

ان کی پارٹی کو غیر منصفانہ طریقے سے دبایا جا رہا ہے، سابق وزیرِ اعظم جیل سے لکھتے ہیں



IMAGE: DAN WILLIAMS

آج پاکستان میں وفاقی اور صوبائی دونوں سطحوں پر نگران حکومتوں کے ذریعے حکومت کی جا رہی ہے۔ یہ انتظامیہ آئینی لحاظ سے غیر قانونی ہیں کیونکہ پارلیمانی اسمبلیوں کے تحلیل کیے جانے کے 90 روز کے اندر الیکشن نہیں کروائے گئے۔

عوام سن رہے ہیں کہ الیکشن 8 فروری کو ہوں گے۔ لیکن دو صوبوں یعنی پنجاب اور خیبر پختونخواہ میں پچھلے سال بھر میں الیکشن کا انکار کیے جانے کے بعد، گزشتہ مارچ سپریم کورٹ کے حکم کے باوجود کہ انتخابات کا انعقاد تین مہینوں کے اندر کروایا جائے، عوام حق بجانب ہیں کہ وہ شک کا اظہار کریں کہ آیا قومی انتخابات ہوں گے بھی یا نہیں۔

ملک کا الیکشن کمیشن اپنی عجیب و غریب سرگرمیوں کی وجہ سے داغ دار ہو گیا ہے۔ اس نے نا صرف اعلیٰ عدالت کی حکم عدولی کی ہے بلکہ اس نے میری جماعت پاکستان تحریک انصاف کے پہلی-ترجیح والے امیدواروں کے کاغذاتِ نامزدگی بھی مسترد کیے ہیں، پارٹی کے اندرونی انتخابات میں رکاوٹ ڈالی ہے، اور محض کمیشن پر تنقید کرنے پر میرے اور تحریکِ انصاف کے دیگر قائدین کے خلاف توہین کے مقدمات درج کیے ہیں۔

الیکشن ہوتے ہیں یا نہیں، لیکن جس طرح سے اپریل 2022ء کی مضحکہ خیز تحریکِ عدم اعتماد کے بعد مجھے اور میری پارٹی کو نشانہ بنایا گیا ہے اس سے ایک بات تو واضح ہو گئی ہے: اسٹیبلشمنٹ – فوج، سیکیورٹی ایجنسیاں اور سول بیوروکریسی – پاکستان تحریکِ انصاف کے لیے کسی بھی قسم کی پلیئنگ فیلڈ فراہم کرنے کے لیے تیار نہیں ہے، لیول والی کی تو بات ہی چھوڑ یے۔

یہ، آخرش، اسٹیبلشمنٹ ہی تھی جس نے امریکی دباؤ کے تحت ہماری حکومت گرانے کی منصوبہ سازی کی، کیونکہ امریکہ اس بات پر چیں بہ چیں تھا کہ میں ایک آزاد خارجہ پالیسی پر زور دیتا تھا اور میں نے اسکی فوجوں کے لیے اڈے فراہم کرنے سے انکار کیا تھا۔ میرا موقف واضح تھا کہ ہم دوست سب کے ہوں گے لیکن ہم جنگ کے لیے کسی کی پراکسی نہیں بنیں گے۔ میرا یہ موقف ایسے ہی نہیں بن گیا تھا۔ اسکے بننے میں ان بہت بڑے نقصانات کا ہاتھ تھا جن کا سامنا پاکستان کو امریکہ کی "دہشت گردی کے خلاف جنگ" میں شریک ہونے کی وجہ سے کرنا پڑا، 80 ہزار پاکستانی جان سے گئے۔

مارچ 2022ء میں امریکہ کے اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کا ایک عہدیدار پاکستان کے اس وقت کے سفیر سے واشنگٹن ڈی-سی میں ملا۔ میٹنگ کے بعد سفیر نے میری حکومت کو ایک سائفر بھیجا۔ بعد ازاں میں نے وہ پیغام اس وقت کے وزیرِ خارجہ شاہ محمود قریشی کے ذریعے دیکھا، اور پھر یہ کابینہ کے سامنے بھی پڑھا گیا۔

سائفر کے پیغام کو دیکھتے ہوئے، میرا ماننا ہے کہ امریکی عہدیدار کے پیغام کا یہ مطلب تھا: عمران خان کی وزارتِ عظمیٰ کو تحریکِ عدم اعتماد کے ذریعے چلتا کرو، وگرنہ! محض چند ہفتوں میں ہماری حکومت گرا دی گئی اور مجھے معلوم ہوا کہ پاکستان کے آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ، سیکورٹی ایجنسیوں کے ذریعے، ہماری حکومت گرانے کے لیے کئی مہینوں سے ہمارے اتحادیوں اور چھوٹی پارلیمانی پارٹیوں کے ساتھ مصروف تھے۔

اس رجیم تبدیلی کے خلاف احتجاج کرنے کے لیے لوگ سڑکوں پر امڈ پڑے، اور اگلے کچھ مہینوں میں پاکستان تحریک انصاف نے 37 میں سے 28 ضمنی انتخابات جیتے، اور ملک بھر میں بہت بڑی ریلیاں نکالیں، جس سے یہ پیغام واضح طور پہ گیا کہ عوام کہاں کھڑے ہیں۔ ان ریلیوں میں خواتین کی شرکت کا یہ عالم تھا کہ ہمارا خیال ہے پاکستان کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس نے ان قوتوں کو پریشان کر دیا جنھوں نے ہماری حکومت کو ہٹانے کی منصوبہ سازی کی تھی۔

ان کی بدحواسی میں اضافہ یوں ہُوا کہ جس انتظامیہ نے ہماری جگہ لی اس نے معیشت تباہ کر دی، 18 مہینوں میں ایسی مہنگائی اور روپے کی قدر میں ایسی کمی کی کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ ہر شخص کے لیے موازنہ بالکل واضح تھا: PTI کی حکومت نے نا صرف پاکستان کو دیوالیہ ہونے سے بچایا بلکہ کرونا کی وبا کے ساتھ معاملہ کرنے پر بین الاقوامی طور پہ تعریف بھی سمیٹی۔ مزید یہ کہ، باوجود اسکے کہ اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہو رہا تھا، ہم نے معیشت کی حقیقی شرح نمو 2021ء میں 5.8٪ اور 2022ء میں 6.1٪ پر پہنچائی۔

بد قسمتی سے، اسٹیبلشمنٹ یہ فیصلہ کر چکی تھی کہ مجھے طاقت میں واپس نہیں آنے دیا جا سکتا، لہٰذا مجھے سیاسی منظر نامے سے ہٹانے کے لیے تمام ذرائع استعمال کیے گئے۔ مجھ پر دو قاتلانہ حملے ہوئے۔ میری پارٹی کے رہنماؤں، کارکنوں، سوشل میڈیا ایکٹوسٹس، اور اس کے ساتھ ساتھ حامی صحافیوں کو اغوا کیا گیا، قید کیا گیا، تشدد کیا گیا اور پارٹی چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ ان میں سے بہت سے ابھی تک قید ہیں، اور جب جب عدالتیں انھیں ضمانت دیتی ہیں یا آزاد کرتی ہیں ان پر نئے مقدمات قائم کر دیے جاتے ہیں۔ اس سے بھی بُرا یہ ہوا کہ موجودہ حکومت PTI کی خواتین رہنماؤں اور کارکنوں کو دہشت زدہ کرنے اور ڈرانے کے لیے تمام حربے استعمال کر رہی ہے تاکہ خواتین کے سیاست میں حصہ لینے کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ میں تقریباً 200 مقدمات کا سامنا کر رہا ہوں اور مجھے کھلی عدالت میں ایک نارمل ٹرائل کرانے نہیں دیا گیا۔ 9 مئی 2023ء کو ایک فالس فلیگ آپریشن کیا گیا، جس میں دیگر چیزوں کے ساتھ ساتھ عسکری تنصیبات پر حملے کا الزام بھی غلط طور پہ PTI پر لگایا گیا، اس کے بعد 48 گھنٹوں کے اندر ہزاروں لوگ گرفتار ہوئے، اغوا کیے گئے، اور ان پر فوجداری مقدمات درج کیے گئے۔ رفتار سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ پیشگی منصوبے کے ساتھ کیا گیا۔

اس کے بعد ہمارے رہنماؤں پر تشدد کے ذریعے یا پھر ان کے گھر والوں کو ڈرا کر پریس کانفرنسوں اور منصوبہ بند ٹی-وی انٹرویوز کے لیے مجبور کیا گیا کہ وہ بیان دیں کہ وہ پارٹی چھوڑ رہے ہیں۔ کچھ کو دیگر، نئی نئی بنائی گئی سیاسی جماعتوں میں شامل ہونے پر مجبور کیا گیا۔ دوسروں کو مجبور کیا گیا کہ میرے خلاف جھوٹی گواہی دیں۔

اس سب کے باوجود PTI مقبول رہی، دسمبر میں ہونے والے Pattan-Coalition 38 سروے میں جس کی حمایت 66٪ تھی؛ جبکہ میری ذاتی مقبولیت اس سے بھی زیادہ رہی۔ اب الیکشن کمیشن، جو پارٹی کو انتخابات میں حصہ لینے کے حق سے محروم کرنے کے لیے بہت بے چین ہے، ہر قسم کے غیر قانونی ہتھکنڈوں میں ملوث ہو رہا ہے۔ عدالتوں کی وقعت ہر روز کم ہوتی دکھائی دیتی ہے۔

اس دوران نواز شریف، ایک سابق وزیر اعظم جس پر کرپشن کی فردِ جرم عائد ہو چکی ہے، برطانیہ سے واپس آ گیا ہے جہاں وہ پاکستانی انصاف کے ایک بھگوڑے کے طور پہ رہ رہا تھا۔ نومبر میں ایک پاکستانی عدالت نے فردِ جرم کو ختم کر دیا۔

میرا ماننا ہے کہ مسٹر شریف نے اسٹیبلشمنٹ کے ساتھ ایک ڈیل کی ہے جو اس کے چھٹکارے کے لیے مدد کرے گی اور آئندہ انتخابات میں اپنا وزن اس کے پلڑے میں ڈالے گی۔ لیکن ابھی تک عوام PTI کی حمایت کرنے اور "سلیکٹڈ" کو مسترد کرنے کے حوالے سے کوئی سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں۔

یہ ہیں وہ حالات جن میں 8 فروری کے انتخابات ہونے جا رہے ہیں۔ تمام جماعتوں کو آزادانہ اپنی کمپین کرنے کی اجازت ہے ماسوائے PTI کے۔ میں اَسیر ہوں، قیدِ تنہائی میں، بے تکے الزامات پر جن میں غداری بھی شامل ہے۔ ہماری پارٹی کے وہ چند رہنما جو آزاد ہیں اور زیرِ زمین نہیں ہیں انھیں لوکل ورکرز کنوینشن کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ جہاں PTI کے کارکن اکٹھے ہونے میں کامیاب ہوتے ہیں انھیں پولیس کے وحشیانہ ایکشن کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس صورتحال میں، اگر الیکشن ہو بھی جاتے ہیں تو وہ ایک تباہی اور ایک مذاق ہوں گے کیونکہ PTI کو کمپین کے بنیادی حق سے محروم کیا جا رہا ہے۔ الیکشن کے نام پر اس مذاق کا نتیجہ مزید سیاسی عدمِ استحکام کے سوا کچھ نہ نکلے گا۔ جو کہ، نتیجتاً، پہلے ہی سے ڈانواں ڈول ہماری معیشت کو مزید تباہ کرے گا۔

پاکستان کے لیے قابلِ عمل راستہ ایک ہی ہے کہ صاف اور شفاف الیکشن کروائے جائیں، جو سیاسی استحکام اور قانون کی حکمرانی کو واپس لائیں اور ساتھ ہی ساتھ ان اصلاحات کو خوش آمدید کہیں جن کی شدت سے ضرورت ہے جو کہ پاپولر مینڈیٹ کے ذریعے آنے والی ایک جمہوری حکومت لائے گی۔ پاکستان کے پاس ان بحرانوں سے نکلنے کے لیے، جن میں یہ الجھا ہوا ہے، اس کے سوا کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ بدقسمتی سے، جمہوریت کے محاصرے کے بعد، ہم ان تمام محاذوں پر الٹ سمت میں جا رہے ہیں۔●

عمران خان پاکستان تحریکِ انصاف کے بانی اور سابق چیئرمین ہیں اور 2018 سے 2022 کے دوران پاکستان کے وزیر اعظم رہے۔

مدیر کا نوٹ:

پاکستانی حکومت اور امریکہ کا اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ پاکستانی سیاست میں امریکی مداخلت کے خان کے الزامات کی تردید کرتے ہیں۔ حکومت خان پر آفیشل سیکرٹ ایکٹ کے تحت مقدمہ چلا رہی ہے۔